بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ......!

تحریر: سہیل احمد لون

''بڑے میاں '' نے اپنے دورِ حکومت میں کشکول توڑنے کی بات کی تھی۔اور اب میاں برادران کے'' چھوٹے میاں '' نے بیرونی امداد لینے بلکہ اس میں سے اپنا حصہ لینے سے بھی انکار کر دیا ہے۔اس میں موقف واضح ہونا ابھی باقی ہے کہ اب ان کو صرف ''ڈالر'' والی امداد سے الرجی ہونا شروع ہوگئی ہے یا اس میں ''یورو ، پاؤنڈ ، ریال ''اور''ین'' بھی شامل ہیں۔ین والے تو ہمارے ہمسائے ہی نہیں اچھے دوست بھی ہیں جو ہر مشکل میں کام آتے ہیں۔اس لیے وہ جو بھی دیں دوستی کا خلوص سمجھ کر لیا جا سکتا ہے۔ین سے انکار دوستی میں دراڑ......چینی کے فقدان میں چینی سے دوستی تو نبھانی ہے ناں......! شاید یورو اور پاؤنڈ سے بھی منہ موڑ لیا جائے مگر سعودی ریال تو بڑے متبرک ہیں۔کیونکہ ان کا تعلق اس دھرتی سے ہے جس کی خاک بھی بڑی مقدس ہے اور ریال مبارک پر تو عربی بھی لکھی ہوتی ہے اور یہ رسم الخط بھی بہت مقدس ہے۔اور جن کی اوپر تصویر ہوتی ہے اس شاہی خاندان کی توہین کر کے آئندہ جلاوطنی کہاں کاٹنی ہے؟ بھئی برے وقت کا کیا پتہ......؟ کب کوئی بوٹوں والا ہاتھ میں چھڑی گھماتا آجائے اور پھر کسی 10 سالہ معاہدہ پر دستخط کروا کر جدہ روانہ کر دے۔اس تناظر میں تو ریال سے انکار ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ ملکی حالات کا اثر زرداری کو ہو نہ ہو مگر وڈے میاں کو تو چوٹ سیدھی دل پر ہی لگتی ہے۔اور چھوٹے میاں کی تو کمر ہی ٹوٹ جاتی ہے۔اسی لیے تو دونوں کو علاج کے لیے آئے دن ملکہ کا مہمان بھی بننا پڑتا ہے۔اسی بہانے اپنے پرانے حریفوں سے آنکھیں چار بھی ہو جاتی ہیں۔میاں برادرز اپنے پرانے حریفوں کو ذرا چڑاتے بھی ہیں اور کچھ اتراتے بھی ہیں کہ وہ تو آزاد گھوم رہے ہیں مگر حریف بیچارے اس ''ولائتی پنجرے''میں ہی مقید ہو کر رہ گئے ہیں۔اگر ہمت ہے تو آؤ پاکستان......اب تو بڑا منصف ہمارا اپنا ہے۔حریف بھی ان کو کہہ دیتے ہیں کہ''چوہدریوں'' سے وفا کی امید لگانا میاں برادران کی پرانی عادت ہے۔ان حالات میں دونوں ''پاجی '' پاؤنڈ اسٹرلنگ کی توہین بھی نہیں کر سکتے۔ملکی حالات تو اونٹ کی کل کی طرح ہیں جو سیدھے کم اور ٹیڑھے زیادہ ہیں۔کمزور ''دل اور کمر '' تو کسی وقت بھی دھوکہ دے سکتی ہے۔تو دل لگانے اور ذرا کمر سیدھی کرنے کے لیے تو ملکہ کا مہمان بننا ہی پڑ سکتا ہے۔ ملکہ کی فوٹو بھی پاؤنڈ پر چھپی ہے۔ہم تو عورت اور وہ بھی ''ملکہ عورت ''کے تقدس کی پامالی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔برطانوی گوروں سے جو ملے اس پر تو ''حق'' ہے۔کیونکہ یہ تو امداد کی ''مد''میں نہیں آتا۔یہ اس مالِ غنیمت سے واپسی کی ایک ''حقیر قسط'' ہے جو انہوں نے ہمارے خطے کو لوٹ کر اپنے قومی خزانے بھرے تھے۔ہماری دشمنی تو ''امریکی ڈالر'' سے ہے کیونکہ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔اس لحاظ سے ''امریکی ڈالر'' کے دشمن '' یورو'' سے دوستی کر کے دشمن کو جلانے کا موقع ہاتھ سے کیوں جانے دیں۔اس لیے یورو سے دوستی کر کے اس کو قبول کرنے میں ہی دانشمندی ہے۔ایک تیر سے دو شکار......!!امریکی ڈالر کو

ذلیل بھی کریں گے اور یورو سے یاری لگا کر دو درجن سے زائد ممالک کو بھی اپنا دوست بنا سکتے ہیں مگر اس وقت تو ہم دہشت گردی کی جنگ میں بری طرح الجھے ہوئے ہیں اور امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بھی ہیں سو امریکہ سے طوطا چشمی کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ خدانخواستہ ہم ''طالبان یا القاعدہ '' کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ سیاہ دھبہ تو ہم اپنے دامن پر نہیں لگنے دیں گے۔ خوشحال پاکستان امن کے بغیر ممکن نہیں۔ امن وسلامتی کے لیے دہشت گردی کا خاتمہ ضروری ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ہمیں جدید ہتھیار، مئوثر ٹیکنالوجی اور پینٹا گون کا آشیرباد بھی ضروری ہے۔ ان حالات میں ''امریکی ڈالر'' بھی جائز ہے ناں......!! ویسے بھی انتہائی مجبوری کی حالت میں ''حرام'' بھی حلال ہو جاتا ہے۔ یہ تو پھر امریکی ڈالر ہیں اور کرنسی کا کوئی مذہب یا پاک اور پلید تو نہیں ہوتی نا۔

کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے کیونکہ نظریئے اور عمل میں بھی بڑا فرق ہوتا ہے۔ اگر ہم خون ٹیسٹ کروائیں تو اس میں کاغذی رپورٹ کے مطابق آئرن، شوگر اور کیلشیم وغیرہ کے علاوہ پتہ نہیں کیا کیا نکل آتا ہے۔ مگر کیا مقناطیس کبھی ہمارے جسم سے چپکا؟ شوگر زدہ انگلی اگر چائے کی پیالی میں ڈال کر ہلائی جائے تو کیا چائے میٹھی ہوئی؟ نہیں ناں......!! اسی طرح ہمارا مسئلہ ہے۔ جو نظریہ ہم بیان کرتے ہیں۔ وہ عملی طور پر ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ سو اگر ہم پرانا چھوٹا کشکول توڑ دیں اور نیا بڑا کشکول نہ بھی لیں، جھولی نہ پھیلائیں اور کسی کی ''گود'' میں گرنا بند بھی کر دیں تو کیا ہم وہ شاہانہ انداز اپنا سکتے ہیں؟ کپڑا پاٹناں اے مالکاں دا تے دھوبی دی کی جانی اے چھو......!! یہ سب اثر تو عوام پر ہوتا ہے۔ اگر ہم امداد نہ لیں تو ہمارا حال بھی کہیں وہ نہ ہو جائے کہ پیٹ پر پتھر باندھنا پڑ جائے۔ عوام تو شاید پیٹ پر ایک پتھر باندھ کر گزارہ کر لے گی بلکہ اس وقت بھی کر رہی ہے۔ کیا ان لیڈروں میں کوئی ایسا ہے جو پیٹ پر دو پتھر باندھ کر گزارہ کر سکے......؟؟؟؟ ادھر تو پیٹ بھی حرام کی کھا کھا کر اتنا پھیل گیا ہے کہ ان پر ایک دو پتھر کیا پورا پہاڑ ہی باندھنا پڑے گا۔

امدادوں اور قرضوں پر عمر بھر گزارہ تو نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ امداد اور قرضے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لیے دیانتداری سے استعمال کیے جاتے تو آج ہم دوسروں کی مدد کرنے کے قابل ہوتے چہ جائیکہ...... مگر خود کفیل ضرور ہو چکے ہوتے۔ امریکہ کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دے کر اتنے سالوں سے ہمارا حکمران طبقہ ''کیکلی'' کھیل رہا ہے اور جب اس کا دل کرتا ہے ہاتھ چھوڑ کر گرا بھی دیتا ہے اور قصوروار بھی ہم کو ٹھہراتا ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم چین، روس، جاپان اور ایران سے برابری کے اصولوں پر ''شٹاپو'' کھیل لیتے تو آج ہم ''پگ'' گئے ہوتے۔

امداد اور قرضے تو حکمران طبقہ، بیوروکریسی اور عسکری قیادتیں ہی ہضم کر جاتی ہیں اور عوام کے حصے میں اس کا ''سود'' ہی آتا ہے اور وہ بھی نسل در نسل......! اب تو مدد اور قرضے کی عادت اتنی پکی ہوگئی ہے کہ اگر یہ کچھ عرصہ کہیں سے نہ ملے تو سب سیاسی اکابرین سیلاب اور زلزلے کی دعائیں مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی آفت میں تو ہمسایہ ملک کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ کہیں اس کی امداد سے انکاری ہو کر اس کا دل نہ توڑ دیں۔ تبھی تو ہمسایہ چاہے کیسا بھی ہو جب کچھ ''دے'' رہا ہو تو اس کو خوش رکھنے کے لیے لے لینا چاہیئے۔ کرکٹ میچ، سیلاب اور زلزلے ہی تو ہمسائے ملک کے ساتھ امن کا چھکا لگانے میں مدد دیتے ہے اور معاملات میں ہمسائے سے اختلاف اپنی جگہ......مگر مدد اور وہ بھی ''نقد'' ہو تو انکار کر کے تعلقات مزید کشیدہ کرنے میں کیا دانشمندی......؟؟ اسی لیے تو ہم ''قائداعظم ثانی''